اخلاق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

سراج العارفین حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد چشتی فریدی فخری سلیمانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء)

محب خاص

مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء

اخلاقِ سرورِ عالم

اخلاقِ سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ

سراج العارفین حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد چشتی فریدی فخری سلیمانی، دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م۔ ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء)

مُحبِ خاص

مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(م۔ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مُرتّبہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی

ادارۂ مسعودیہ۔ کراچی

(اسلامی جمہوریہ۔ پاکستان)

نام کتاب .... اخلاق سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف .... حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد چشتی

ترتیب .... پروفیسر افتخار احمد چشتی

تقدیم .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اشاعت .... ایک ہزار

سنہ طباعت .... ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ ۲/۶،۵ـ ای، ناظم آباد، کراچی

ہدیہ ....

ملنے کے پتے

۱...... ادارۂ مسعودیہ ۲/۶،۵ـ ای ناظم آباد کراچی ۔ فون ۶۶۱۴۷۴۷

۲ ...... ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی ۔ فون ۲۲۱۳۹۷۳

۳...... مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی ۔ فون ۴۹۲۶۱۱۰

۴...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 14-انفال سنٹر اردو بازار، کراچی ۔ فون ۲۲۱۰۲۱۲ـ۲۶۳۰۴۹۱

۵...... فرید بک اسٹال، ۳۸ـ اردو بازار لاہور ۔ فون ۷۲۲۴۸۹۹

بسم الله الرحمن الرحیم

ترتیب

۱۔ اظہار تشکر	پروفیسر افتخار احمد چشتی
۲۔ تعارف مولف	پروفیسر افتخار احمد چشتی
۳۔ تقدیم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۴۔ اخلاق سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم	خواجہ عبدالصمد چشتی فرید
۵۔ صلوۃ وسلام	شاہ احمد رضا خاں بریلوی

ترتیب

۱۔ اظہار تشکر	پروفیسر افتخار احمد چشتی
۲۔ تعارف مولف	پروفیسر افتخار احمد چشتی
۳۔ تقدیم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۴۔ اخلاق سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم	خواجہ عبد الصمد چشتی فرید
۵۔ صلوۃ وسلام	شاہ احمد رضا خاں بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار تشکر

ابن عساکر نے کعب الاحبار کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی اور فرمایا۔ ''اے بیٹے تو میرے بعد میرا نائب اور خلیفہ ہے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لے اور جب بھی خدا کے ذکر کی توفیق ہو' اس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام بھی ضرور لینا میں نے ان کا نام مبارک عرش الٰہی کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی لیکن وہاں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جس پر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ لکھا ہوا ہو۔ میرے پروردگار نے مجھے جنت میں رکھا۔ وہاں میں نے کوئی محل اور کوئی جھروکہ ایسا نہیں دیکھا جس پر نام محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہو' میں نے حوروں کے سینوں کو' جنت کے درختوں کے پتوں۔ ''شجر طوبیٰ کے پتے پر' سدرۃ المنتہیٰ کے پتے پر' پردوں کے کونوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان' لکھا ہوا دیکھا تو ان کا ذکر کثرت سے کرنا کیونکہ فرشتے ہر آن محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔''

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر پاک کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند کر دیا ہے کہ ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور صلی اللہ والہ وسلم کا ذکر جاری رہے گا اور یہی ورفعنا لک ذکر ک'' کی تفسیر ہے ''حضرت مولانا روم ذکر حبیب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ذکر او سرمایہ ایماں بود
ہر گدا' از یاد او' سلطان بود

میں نے بچپن میں ہی اپنے گھر میں میلاد منعقد ہوتے دیکھا' والد گرامی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانی ہر ماہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ اپنے گھر میں محفل میلاد کراتے تھے۔ یہ معمول ہمیشہ جاری رہا۔ آپ کے والد کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ برسوں یہ محفل پاک کاشانہ چشتیہ میں ہوتی رہی اب مسجد مزمل میں ہوتی ہے۔

ماہ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ کی سالانہ محفل میلاد پر اخلاق سردار عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کے نام سے ایک مطبوعہ رسالہ پیش کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ شاہ محمد عبدالصمد فریدی فخری سلیمانی دہلوی کی ایک تقریر دلپذیر کی مطبوعہ صورت ہے جسے ۷۵ سال قبل حضرت صاحبزادہ سعید الاسلام فریدی فخری نے دہلی شریف سے شائع کیا تھا۔

یہ رسالہ چند سال قبل مجھے حضرت میاں محمد باقری فریدی نے دہلی شریف سے ارسال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے توفیق دی۔ یہ خاکسار اسے دوبارہ اپنے والدین، مشائخ اور اہل سلسلہ کی طرف سے چھپوا کر اپنے حضرات واحباب کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

خادم الفقراء
افتخار احمد چشتی صمدی سلیمانی عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف مولف

حضرت میاں خواجہ محمد عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ فخری فریدی سلیمی چشتی

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۹ھ میں دہلی شریف میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک شاہ عبدالسلام سلیمی ہے۔ آپ فاروقی، فریدی، سلیمی اور فخری ہیں۔ سلسلہ نسب حضرت شیخ سلیم چشتی (فتح پور سیکری) تک پھر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور وہاں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ ننھیال کی طرف آپ کا سلسلہ نسب حضرت مولانا محمد فخرالدین دہلوی تک پہنچتا ہے۔

نسب میں بابا صاحب سے تعلق
حسب میں فخر صاحب سے ہے نسبت
پڑی ہو روشنی جس پر دو طرفہ
لکھے پھر کون اس سینہ کی مدحت

آپ کو اپنے والد گرامی سے نعمت خلافت و اجازت حاصل ہے۔ حضرت ثانی شاہ اللہ بخش تونسوی سے بھی ۱۳۱۴ھ میں خلافت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تقریباً نصف صدی تک تبلیغ دین، اصلاح و تربیت، خدمت خلق اور اشاعت سلسلہ چشتیہ میں ہمہ تن مصروف رہ کر ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء کو واصل بحق ہوئے نئی دہلی (بھارت میں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

والد حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سلیمانی (خلیفہ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالصمد دہلوی) کے اخذ کردہ فقرہ "شیخ کامل شان او" سے تاریخ وصال برآمد ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

سب کہاں، کچھ، لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

زندگی رواں دواں ہے گو ہر دم جواں ہے۔ نصف صدی گزر گئی۔ اس طرح گزر گئی کہ گزرنا معلوم ہی نہیں ہوتا اس صدی کی تیسری دہائی میں ایک شیخ وقت کی زیارت کی' بار بار زیارت کی۔ لمبا قد' گندمی رنگ' نورانی چہرہ' سنہری عینک' سبحان اللہ ماشاء اللہ۔ نیلا تہبند' سفید کرتا' ٹسری عمامہ' نیچی نظریں' خاموش وبا وقار۔ نام نامی شاہ محمد عبدالصمد چشتی۔ اس شیخ وقت کو حضرت والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی (شاہی امام مسجد فتحپوری دہلی) سے خاص محبت وانسیت تھی بچپن میں حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی معیت میں حضرت شاہ صاحب کی محفلوں میں بھی زیارت ہوئی اور دعوتوں میں بھی۔ ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا۔ یہ ان کی ولایت کی وہ نشانی تھی جو حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت شاہ صاحب' مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دولت کدے پر بھی تشریف لاتے تھے' رازونیاز کی باتیں ہوتی تھیں۔ حضرت شاہ صاحب کے والد ماجد شاہ محمد عبدالسلام چشتی سلیمی علیہ الرحمہ کا مزار مبارک نئی دہلی میں تھا' ہر سال ماہ صفرالمظفر میں عرس ہوتا تھا۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ پابندی سے عرس میں شرکت فرماتے۔ عرس میں قوالی کا بھی اہتمام ہوتا مگر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا یہ ادب و احترام تھا کہ جب تک محفل میں تشریف فرما ہوتے قوال خاموش رہتے۔ فاتحہ خوانی کے بعد جب حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ محفل سے اٹھتے اور تشریف لے جاتے تو پھر سازو آواز کی گونج سنائی دیتی۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی معیت میں درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں حاضری ہوئی' صحن میں قوالی ہو رہی تھی' ایک طرف خواجہ حسن نظامی مرحوم تشریف فرماتے' حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو دیکھتے ہی قوالوں کو اشارہ کیا' قوالی بند ہوگئی۔ کچھ دیر دونوں حضرات گفتگو فرماتے رہے پھر حضرت مفتی اعظم علیہ الراحمہ تشریف لے آئے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا یہ ادب و احترام تھا کہ کسی بھی عرس میں ان کی موجودگی میں کسی کی مجال نہ تھی کہ ساز چھیڑ سکے اور نغمہ الاپ

سکے۔ ان کی محفل پاک میں نعت خوانوں کو بھی اجازت نہ تھی کہ غیر معمولی بلند آواز سے یا گلا پھرا کر نعت پڑھ سکیں۔

حضرت شاہ صاحب کی آخری بار اس وقت زیارت ہوئی جب وہ غالباً" ۱۹۴۰ء میں علیل تھے اور تال کٹورا ہسپتال، نئی دہلی میں داخل تھے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی معیت میں جانا ہوا، حضرت شاہ صاحب لیٹے ہوئے تھے، متوجہ الی اللہ تھے، حلق میں سراخ کرکے نلکی لگائی گئی تھی، سانس کی آواز آرہی تھی مگر حضرت شاہ صاحب کے مبارک چہرے پر کرب و بے چینی کے بجائے سکون و طمانیت کے آثار تھے۔

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیت خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

زبان سے بول نہ سکتے تھے، نظروں نظروں میں نہ معلوم انھوں نے کیا فرمایا اور حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے کیا سنا؟ حضرت شاہ صاحب عاشق رسول تھے، یہ رسالہ آپ کے عشق رسول کی ایک جھلک ہے، اس رسالے میں جس جامع اور مختصر انداز سے حضرت شاہ صاحب نے ذکر رسول علیہ التحیۃ والتسلیم فرمایا ہے وہ اس لائق ہے کہ ہر دل پر نقش ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحب کا ساغر دل مے عشق نبی سے چھلک رہا تھا جب آپ نے منیٰ کے میدان میں حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک سے ایک سو اونٹوں کی قربانی کا ذکر فرمایا تو بے ساختہ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں خود کو بھی قربانی کے لئے پیش کرتے ہوئے یوں التجا کی۔

اے مدینہ کے چاند!۔۔۔ اور اے مکے کے چمکتے
سورج!۔۔۔ تجھ پہ نہیں تیرے شراک نعلین
پر جان زار فدا ہو۔۔۔ اس کو بھی اپنے
دست ناز سے حریم عشق کی منیٰ میں
قربانی فرما دو کہ حیات ابدی ملے
اے اونٹوں کی فریاد سننے والے!
اے ہرنی کی داد دینے والے!
اے ہر مصیبت زدہ کے کام آنے والے!

اے ستون حنانہ کی تسلی فرمانے والے!
اپنے اس کم ترین غلام پر بھی للہ توجہ مبذول فرمایئے
چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے
کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

حقیقت یہ ہے کہ قربانی کا یہی جذبہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بندگی اور غلامی کی جان ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی' حضرت شاہ صاحب کے معاصرین میں تھے حضرت شاہ صاحب نے اس رسالے میں آپ کا ذکر فرمایا ہے اور "افضل العلماء" کے خطاب سے نوازا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے ملت اسلامیہ میں یہی جذبہ قربانی زندہ کیا۔ آج دشمنان اسلام اس جذبے کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جذبے کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

یہ رسالہ اصل میں حضرت شاہ صاحب کی تقریر ہے جو انہوں نے ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء کو اپنے والد ماجد شاہ عبدالسلام سلیمی کے عرس شریف کے موقع پر فرمائی تھی۔ غالباً" اسی زمانے میں صاحب زادہ سعید السلام فریدی فخری نے بعنوان "اخلاق سردار عالم" اس رسالے کو دہلی سے شائع کیا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی' زید عنایتہ' نے ۱۹۹۳ء میں فیصل آباد سے چشتیہ اکادمی کی طرف سے شائع کیا۔ محمد انور بابر (کلی مروت' سرحد) کی عنایت سے یہ رسالہ فقیر کی نظر سے گزرا' رسالہ کیا ہے دریا کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس رسالے کو دیکھتے ہی دل چاہا کہ اس کو بار بار شائع کرایا جائے تاکہ دل بیدار ہو اور روح کو تازگی ملے مولائے کریم حضرت شاہ محمد عبدالصمد چشتی فرید علیہ الرحمہ کی تربت پاک کو نور سے معمور فرمائے اور ان کے جلائے ہوئے اس چراغ کی روشنی سے ہر دل کو منور کر دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم!

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لواہب العطایا
جس نے ہمیں آدمی بنایا
والشکر لصاحب البرایا
اس شور نے کیا مزہ چکھایا
ہرجا ہے اسی کا جلوہ لیکن
دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ قلبہ حسنہ وجمالہ وکمالہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم

○ ------- برادران طریقت صفر ۱۳۳۶ھ میں بموقعہ عرس حضرت قبلہ گاہی غفران پناہی فقیر نے خیال ظاہر کیا تھا کہ بزرگان دین کے اعراس میں ان بزرگ صاحب عرس کے حالات زندگی بھی بیان کئے جایا کریں تاکہ شریک ہونے والے حضرات اور عقیدت کیشان سلسلہ کے معلومات میں معقول اضافہ اور عقائد میں پختگی پیدا ہو اور طالبان سلوک کو رغبت تام اور شوق مالا کلام حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حالات جس قدر حسب موقع بیان کرنے مناسب معلوم ہوئے فقیر عرض کرچکا ہے۔ ۱۳۳۷ھ کے عرس شریف پر بوجہ علالت طبع خود دیگر اعزہ' بیان مذکور میں التوا رہا۔ چونکہ دل چاہتا ہے کہ جب تک حیات مستعار باقی ہے اور جس قدر عرس کرنے کی سعادت نصیب ہو ہر سال تھوڑا سا وقت بزرگان دین کے حالات بیان کرنے میں بھی صرف کیا جاوے۔

وماتوفیقی الا باللہ

لہٰذا اس سلسلہ سعادت وبرکت کو فقیر آج سر سلسلۂ شریعت و طریقت' حقیقت و معرفت' سرچشمہ ہدا' نور خدا' سرور انبیاء' امام الاتقیاء' رسول اکرم' نور مجسم' حبیب المعظم' محبوب المکرم' احمد مجتبیٰ' محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذکر خیر سے شروع کرتا ہے۔

فقیر محمد عبدالصمد الہندی الفخری غفی اللہ عنہ

سردار عالم، سرور انبیاء، امام الاتقیا، رسول اکرم،
نور مجسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

○ ------- "اوصاف انسانی یا متعلق بہ جسم ہوتے ہیں یا متعلق بہ نفس و روح۔ جن اوصاف کا تعلق نفس و روح سے ہوتا ہے وہ اکثر بذریعہ کسب و ریاضت حاصل ہوا کرتے ہیں مگر جو متعلق بہ جسم ظاہری ہیں وہ زیادہ تر فطرتی و خلقی ہوتے ہیں، کسب کو ان میں دخل نہیں ہوتا۔ جیسے حسن صورت، تناسب اعضا، صحت حواس، طاقت لسان وغیرہ۔ اگر مشیت ایزدی جمال ظاہری عطا نہ فرمائے تو ممکن نہیں کہ کوئی شخص جدوجہد یا کسب ریاض سے تناسب اعضاء، صحت وحواس، فصاحت بیان حاصل کرے، جبلی و خلقی اوصاف کو بدل ڈالے۔ ان کمالات کی عطا، واہب العطایا کے انعام پر موقوف ہے۔ **ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء**

○ ------- "اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تم کو جیسا چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ جو صفات نفس و روح سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اکثر کسب ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوا کرتے ہیں اور ان سے وہ اخلاق مراد ہیں جن کے لئے انسان مکلف ہے اور ان کے حاصل کرنے کا شریعت نے حکم فرمایا ہے اور وہ حلم، صبر، شکر، زہد، تواضع، عفو، رحم، عفت، حیا، سخاوت، مروت، عدل وغیرہ ہیں۔ ان اخلاق حسنہ میں سے بعض کسی شخص میں فطرتی اور جبلی ہوتے ہیں جن کو ملکہ نفسانی کہتے ہیں۔ ورنہ اکثر کسب و ریاض سے ہی حاصل ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ان کے حصول کے لئے فطرتی لگاؤ اور ازلی توفیق ہونی ضروری ہے۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

○ ------- یہی وہ اخلاق حسنہ ہیں جو انسان کا زیور ہیں اور جن کا حاصل کرنا انسان کو انسان کامل بننے کے لئے ضروری ولابدی ہے۔ پھر ہر وصف کے مراتب درجات مختلف ہیں۔ انسان اپنی کوشش سے جب کسی وصف کے ساتھ متصف ہوتا ہے تو جس قدر وہ اس میں ترقی کرتا ہے اسی قدر تحسین و تعریف کا مستحق بنتا ہے، ویسے ہی اس کی عزت کی جاتی

ہے اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ذات تمام صفات امکانیہ کسبیہ اور وہبیہ کی جامع ہے اور جملہ اخلاق حسنہ علی وجہ الاتم والاکمل اس میں متحقق ہیں تو وہ وہی ذات ہے جس کو ماہ مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہا جاتا ہے۔

تیری ایک ایک ادا پہ اے آقا
سو درودیں فدا' ہزار سلام

○ ------- وہ فرد اکمل ہے جس کے علو مرتبت اور شان رفعت کے ادراک میں انسانی عقل' نہ صرف عقل بلکہ عقل کی عقل اول تک حیران و عاجز۔ جس کے محامد کی گنتی' مناقب کے شمار' فضائل و فواضل کے احصاء میں سب اولین آخرین پریشان و قاصر۔ وہ وہ ہے جس کے ادراک حقیقت سے عاجز ہو کر کوئی غواص بحر معرفت یوں کہتا ہے۔

تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو!

○ ------- امکانی سے تہمہ پیراستہ' باعث ایجاد عالم ہے' مایہ فخر آدم و بنی آدم ہے۔ ذات حق کا آئینہ اور مظہر اتم ہے۔ تمام وہ فضیلتیں جو روز اول سے روز آخر تک مقربان درگاہ قدس کو فرداً" فرداً" ملیں یا ملتی ہیں یا ملیں گی' ہمارے آقا' ہمارے حضور' ہماری سرکار ابد قرار' حضور اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں قدرت نے ساری جمع فرما دیں۔

○ ------- آپ کو جمیع صفات امکانیہ عالیہ کا مستجمع بنایا۔ جس کو ملایا' ملتا ہے' یا ملے گا وہ اسی حبیب لبیب' حامد و محمود' شافع یوم النشور' صاحب مقام محمود' صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صدقہ تھا' ہے اور ہو گا۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری!
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی طرح ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم حسن صورت' تناسب اعضاء و سیرت' اعتدال حرکات و سکنات میں بھی بے مثل تھے۔ حلیہ و سراپا مبارک عاشقوں نے ایسا

لکھا ہے کہ کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

○ ـــــــــــ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پسینہ شریف میں وہ خوشبو تھی کہ ہژدہ ہزار عالم کی خوشبو اس کے مقابلہ میں ماند ہے۔ حضرت ام سلیم والدہ ماجدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب راحت میں مشغول پا کر پسینہ پاک جسم اطہر سے صاف کرتی ہیں اور جمع فرماتی ہیں۔ محبوب حق کی چشم خدا بیں بیدار ہوتی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ "کہ اے ام سلیم کیا کرتی ہو؟" عرض کرتی ہیں کہ "اس عطر خدا ساز کو اپنے عطر خانہ ساز میں ملا کر استعمال کیا کرتی ہوں اور اپنے ہم مجلس کے عطروں پر فوقیت حاصل کرتی ہوں، حضور میرا یہ عطر سب کے عطروں پر غالب آتا ہے کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہیں رہتی۔"

جس راستے سے گذر فرماتے، متلاشی کو دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہتی، محبوب حق کی بوئے مشک بیز اس کی رہبری کرتی، اور جس سے مصافحہ فرماتے تمام دن اس کے ہاتھ مہکتے اور خوشبو نہ جاتی۔ اندھیری رات میں حضور اقدس کے تبسم سے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سوئی مل جاتی ہے، سارا مکان منور ہو جاتا ہے۔

سوزن گمشدہ ملتی ہے تبسم سے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

رفتار کا یہ عالم کہ خوش نصیبی سے جب کسی سعادت مند کو حضور انور کے ساتھ پاپیادہ چلنا نصیب ہوتا تو وہ کتنی ہی کوشش کرتا مگر حضور صلی اللہ علیہ ولہ وسلم کے برابر نہ چل سکتا تھا اور یہاں وہی معمولی رفتار حسب عادت ہوتی۔ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ بلندی سے اترتے ہیں یعنی سر اقدس اور سینہ بے کینہ تواضع سے قدرے جھکا ہوا ہوتا تھا۔

○ ـــــــــــ قوت جسمانی کا یہ عالم کہ رکانہ نامی پہلوان، جس کی قوت سارے عرب میں مسلم الثبوت تھی، جب حضور سے مقابل ہوا اور عرض کیا "اگر حضور مجھے زیر کر دیں تو ایمان لے آؤں۔" حضور صلی اللہ وسلم نے تین مرتبہ اس کو زیر کیا۔ ابو الاسود

ایک نامی گرامی پہلوان عرب جو گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا تھا' دس آدمی اس چمڑے کو پکڑ کر کھینچتے' چمڑا پھٹ جاتا مگر ابوالاسود اپنی جگہ سے نہ ہلتا' خدمت والا میں حاضر ہوا اور اسی طرح عرض کیا' حضور انور اس پر بھی غالب آئے۔

○ ———— فہم و فراست اس درجہ تھی کہ پیچیدہ سے پیچیدہ معاملات نہایت آسانی سے فیصلہ فرماتے۔ حضور کا فرمان والا شان ہمیشہ قول فیصل ہوتا۔ تدبیر و سیاست کی فضیلت کو تمام جہاں کے عقلا مانے ہوئے ہیں۔ ایجاز بیانی کا کیا ٹھکانہ۔ بڑے بڑے مضمون مختصر الفاظ میں ادا فرمایا کرتے۔ فصاحت و بلاغت میں افصح العرب والعجم تھے۔ بڑے بڑے فصیح و بلیغ زمانہ تسلیم کرتے تھے کہ حضور انور جیسا فصیح و بلیغ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ **اعطیت جوامع الکلم** کا مبارک تمغہ حضور کو عطا ہوا۔

○ ———— حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بڑی زوردار اور دلکش تھی۔ خوش الحانی اور شیریں بیانی کا یہ عالم کہ جس نے دو کلمے سنے وہی ان کا والہ و شیدا ہو گیا۔ الفاظ نہایت شستہ و سلیس' دلوں پر اثر کرنے والے' سلسلہ کلام برجستہ و پیوستہ' سلک مرادرید۔ تقریر فرماتے تو مخاطب کے سمجھنے کا پورا پورا خیال فرماتے' جس خطہ' جس ملک اور جس قبیلہ کا شخص حاضر ہوتا اس سے اسی کی زبان اسی کے محاورہ میں گفتگو فرماتے' طرز کلام ہر شخص کے فہم کے مطابق ہوتا۔ فرماتے۔ "**تکلموا الناس علی قدر عقولھم**" (یعنی مخاطب سے اس کی عقل و فہم کے مطابق گفتگو کیا کرو۔)

ضروریات زندگی بالکل سادہ۔ کھانے پینے' سونے جاگنے میں نہایت اعتدال بلکہ تقلیل فرماتے۔ امت کے لئے بھی اسی کو افضل فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ انسان نے اپنے پیٹ سے کوئی بڑا برتن نہیں بھرا۔ آدمی کو چند لقمے کافی ہیں جو اطاعت الٰہی کے لئے اس کی صحت کو قائم رکھ سکیں۔ اگر اس پر اکتفا نہ کر سکے تو شکم کے تین حصے کرے۔ ایک غذا کے لئے' دوسرا پانی کے لئے' تیسرا سانس کے آنے جانے کے لئے۔ وقت پر جو کچھ ملتا تناول فرماتے' ورنہ روزہ رکھ لیتے' خلاف طبع کھانے سے بغیر اعتراض دست کش ہو جاتے' مہمان کے ساتھ کھانا کھانا پسند فرماتے۔ کبھی کسی کھانے کو برا نہ فرماتے۔ چار زانو یا تکیہ لگا کر تناول نہ فرماتے۔ اکڑوں تشریف فرما ہوتے اس طرح کہ جیسے اب کھڑا ہوا چاہتے ہیں' ارشاد ہوتا کہ "میں بندہ ہوں مجھ کو بندہ ہی کی طرح کھانا چاہئے۔"

اپنے گھروں میں اس طرح کام کرتے جیسے کہ ایک معمولی شخص اپنے گھر کا کام کرتا ہے۔
چشم اقدس یعنی مازاغ والی سرگیں آنکھیں سوجاتیں اور دل بیدار رہتا۔ داہنی کروٹ آرام فرماتے۔ (داہنی کروٹ سونے میں دل معلق رہتا ہے اور نیند میں زیادہ غفلت نہیں ہوتی سونے والا بیدار ہونے پر زیادہ قادر رہتا ہے)

○ ــــــــــــ حلم، عفو، صلہ رحم وہ کچھ تھے کہ جو آپ سے رشتہ قطع کرتے آپ ان سے ملتے، جو آپ کو محروم کرتے آپ ان پر عنایت فرماتے، جو زیادتی کرتا آپ اس کو معاف فرماتے حضور نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، البتہ جب احکام الٰہی میں فرق آتا تو اللہ کے واسطے انتقام لیتے۔ جنگ احد میں دندان مبارک شہید ہوا۔ سر اقدس میں چند کڑیاں خود کی گڑ گئیں۔ پائے مبارک زخمی ہوا لیکن دعا فرمائی تو یہ کہ "اے اللہ اس قوم کو ہدایت فرما کہ اس نے مجھ کو پہچانا نہیں۔"

ایک دفعہ جنگل میں درخت کے سایہ میں تنہا استراحت فرمارہے ہیں۔ غوث نامی پہلوان بہادری کے گھمنڈ میں تلوار کھینچ کر ارادہ بد سے حاضر ہوا اور پکار کر کہنے لگا۔ "آج آپ کو میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے۔" آپ نے جلال بھری آواز سے فرمایا۔ "اللہ" یہ سنتے ہی وہ کانپنے لگا اور مرعوب ہو کر گر پڑا، تلوار ہاتھ سے نکل گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ "بتا اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔" اس نے عرض کیا کن خیر اخذ (آپ اچھی تلوار پکڑنے والے ہو جیے۔) یعنی حلم و عفو سے کام لیجئے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو معاف فرمایا۔

ایک یہودی عورت نے زہر دیا، اس کو بھی معافی دی۔ ایک شخص نے سحر کیا، اسے بھی درگزر فرمایا۔ منافقین پر باوجود ان کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی اور بدگوئی کے ہمیشہ درگزر ہی فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے حضور کی چادر مبارک کو ایسا جھٹکا دیا کہ گردن شریف میں نشان پڑ گیا، اور گستاخانہ انداز سے سوال کیا مگر حضور نے تحمل سے کام لیا اور فرمایا کہ "مال اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔" پھر آپ نے فرمایا کہ "تو نے میرے ساتھ جو معاملہ کیا اس کا بدلہ تجھ سے کیا لیا جاوے؟" اس نے عرض کیا۔ "کچھ نہیں"۔ حضور نے فرمایا "کیوں نہیں" اس نے عرض کیا۔ "اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔" حضور

صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکرائے اور جو وہ مانگتا تھا اس سے بہت زیادہ عطا فرمایا۔ ایک شتر پر جو اور دوسرے پر کھجوریں بار کرادیں۔

جب مکہ شریف فتح ہوا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز شکر ادا فرمائی۔ کعبہ شریف کی چوکھٹ پکڑکر کھڑے ہوئے۔ اس وقت اہل مکہ اسیروں کی صورت میں پیش کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ "تم لوگ میری نسبت کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔" سب نے عرض کیا "ہم کو آپ کی ذات سے نیکی اور بھلائی کی امید ہے' اس لئے آپ کی ذات کریم ابن کریم ہے اور آپ رحمتہ للعالمین ہیں۔" ارشاد ہوا کہ "میں بھی آج تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔" **لاتثریب علیکم الیوم یغفراللہ لکم وھوارحم الرحمین**"

یعنی آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے' اللہ تعالٰی تمہاری مغفرت فرمائے کہ وہ سب سے زیادہ مہربان ہے' جاؤ تم سب آزاد ہو اور تمہارا مال و اسباب بھی تمہارا ہے۔ قریش وہاں سے باہر آئے۔ پھر لوگ جوق در جوق آتے اور مشرف با اسلام ہوتے۔

ایسی سینکڑوں ہزاروں حکایات ہیں کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم و عفو جو دو سخا ظاہر ہوتا ہے۔ افضل العلما جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مدفیوضہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھاریں چلتی ہیں عطا کی وہ ہے قطرا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرا تیرا
فیض ہے اے شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کی تجسس میں ہے دریا تیرا

○ جب کسی نے حضور صلی اللہ علیہ سلم سے کچھ مانگا آپ نے فوراً" عطا فرمایا۔ نبوت

سے قبل بھی حضور کے بذل وکرم کا یہی حال تھا۔ صفوان کو ایک مرتبہ ان کے سوال پر سو اونٹ دیئے پھر سو اونٹ اور دیئے پھر سو اور مرحمت فرمائے۔

ایک دفعہ چھ ہزار قیدی مرد وزن اور غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور بے اندازہ مال و دولت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے سارے قیدیوں کو آزاد فرمایا۔ ان کا تمام مال بھی ان ہی کو عطا کر دیا۔ بحرین کے جزیہ میں ایک لاکھ اسی ہزار درہم آئے ایک ہی دن میں تقسیم فرمائے۔ اسی طرح ایک مرتبہ کہیں سے نوے ہزار درہم آئے۔ تھوڑی دیر میں تقسیم کر دیئے۔ جب تقسیم ختم ہو گئی تو ایک سائل حاضر ہوا' حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "اب تو کچھ باقی نہیں رہا۔ لیکن آتے رہو جب خدا کچھ بھیجے گا تم کو دوں گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جس چیز پر آپ قدرت نہیں رکھتے' خدا نے بھی اس کی آپ کو تکلیف نہیں دی' یعنی آپ وعدہ کیوں فرماتے ہیں؟" یہ گذارش' طبع اقدس پر گراں گزری۔ اس وقت انصار میں سے ایک شخص نے ناخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر دیکھ کر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"انفق ولا تخف من ذی العرش اقلالا

(آپ خرچ کریں اور خدا سے کمی کا خوف نہ کریں۔) یہ سن کر آپ مسکرائے اور تازگی و خوشحالی آپ کے چہرہ پر پائی گئی اور فرمایا مجھے ایسا ہی حکم ہے کہ میں صرف کروں اور کمی کا اندیشہ نہ کروں۔

جھولیاں کھول کے بے وجہ نہیں دوڑے آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری
تو ہی ہے ملک خدا ملک خدا کا مالک
راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری
گٹھریاں بندھ گئیں ہاتھ تیرا بند نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

الغرض کبھی کوئی اندوختہ کر کے نہ رکھتے جو آتا حاضرین و مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔ خود موٹے اور سخت کپڑے استعمال فرماتے۔ نرم اور باریک اور عمدہ دوسروں کو بخش دیتے۔ خود ارشاد فرماتے۔ "اگر میرے پاس کوہ احد کے برابر بھی سونا ہو تو میری خوشی اس میں ہے کہ میں شب نہ گزرنے پائے کہ اس کو تقسیم کر دوں۔"

○ ------ شجاعت کا یہ حال تھا کہ جب کوئی مہم پیش آتی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہایت اطمینان کے ساتھ سب سے آگے ہوتے' دشمن کے مقابلے سے کبھی نہ گھبراتے' جنگ سخت ہوتی تو سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی پناہ لیتے۔

مروت' حیا' چشم پوشی میں بھی سب سے اعلیٰ و افضل تھے' جو امر ناگوار طبع اقدس ہوتا تو اس کے ناراضی کے آثار چہرہ انور پر ظاہر ہو جاتے لیکن ایسی بات بالمواجہ نہ فرماتے کہ فلاں شخص ایسا کیوں کرتا ہے یا کیوں کہتا ہے؟ بلکہ عام حکم فرماتے کہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں اور ایسا کیوں کہتے ہیں۔ کبھی کسی سے آنکھ ملا کر گفتگو نہ فرماتے اگر کوئی شرم کا معاملہ پیش ہوتا تو کنایہ سے کام لیتے۔

○ ------ حسن معاشرت اور آداب صحبت میں نہایت مہربان تھے۔ عام لوگوں سے محبت فرماتے غربا سے انس رکھتے۔ ہر شخص سے نرمی برتتے۔ قوموں کے سرداروں کا اعزاز فرماتے اور ان کا منصب ملحوظ رکھتے۔ سب سے بکشادہ پیشانی ملتے' کسی سے کج خلقی نہ فرماتے۔ اگر کوئی شے تقسیم فرماتے تو سب کو دیتے' بلا وجہ تخصیص نہ فرماتے۔ صحابہ میں سے کوئی حاضر نہ ہوتا تو یاد فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمدہ برتاؤ سے ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ ہی سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ جب کوئی حاضر ہوتا تو اس کی طرف متوجہ ہوتے۔ کسی کا سوال رد نہ فرماتے۔ بصورت مجبوری نہایت نرمی سے جواب دیتے اور معذرت فرماتے۔

○ ------ ہدیہ خواہ کتنا ہی ادنیٰ ہوتا قبول فرماتے' صحابہ سے کبھی کبھی مزاح و خوش طبعی بھی فرماتے۔ بچوں سے خوش ہوتے' ان کو گود میں بٹھاتے۔ غلام ہو یا آزاد' مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا جوان' سب کے کام آتے۔ ہر ایک کی حاجت روائی فرماتے۔ بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے۔ جب کوئی عذر کرتا' سماعت فرماتے۔ کوئی مصافحہ کرتا جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دست کشی نہ فرماتے اور جب وہ

رخصت ہوتا تو فرماتے "تیرے دین تیری امانت اور تیرے عمل کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔" سلام و مصافحہ میں سبقت فرماتے۔

○ ــــــــ کوئی اجنبی آتا تو اس کا حال دریافت فرماتے۔ اس کی مدارات کرتے۔ کبھی اپنی جگہ خالی کرتے اور اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دیتے اور باصرار اس کو بٹھاتے۔ جس نام اور کنیت سے جو شخص خوش ہوتا اس کو اسی نام سے پکارتے۔ مدینہ طیبہ کے لوگ علی الصبح اپنے اپنے برتن میں پانی لے کر حاضر ہوتے کہ حضور اس میں دست مبارک ڈالیں تاکہ برکت و شفا حاصل ہو۔ حضور کبھی گرمی سردی کا خیال نہ فرماتے اور نہ کبھی انکار فرماتے۔

○ ــــــــ صلہ رحمی یہ تھی کہ اپنے قرابت والوں کے ساتھ مہربانی فرماتے اور سلوک سے پیش آتے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دودھ باپ حاضر ہوئے تو آپ نے چادر مبارک پر ان کو بٹھایا۔ پھر دودھ ماں آئیں ان کو بھی اسی چادر پر بٹھایا۔ پھر دودھ بھائی حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو اپنے آگے بٹھایا اور بڑی مدارات فرمائی۔ کچھ لوگ نجاشی بادشاہ حبش کے بھیجے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے 'بذات خود ان کی مہمانی فرمائی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضور کیوں تکلیف فرماتے ہیں ہم لوگ حاضر ہیں۔ ارشاد عالی ہوا۔ "انہوں نے میرے اصحاب (جو ملک حبش میں ہجرت کر گئے تھے۔) کی خدمت کی تھی' میں ان کے بدلے خود ان کی خدمت کروں گا۔

○ ــــــــ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاج میں انتہا درجہ کی انکساری و تواضع تھی۔ اپنے صحابہ کرام کو بھی تواضع کی تعلیم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ مساکین کی طرح بیٹھا کرو۔ خدا تم کو بڑا بنائے گا۔ اور فرماتے کہ تواضع بندہ کا مرتبہ بلند کرتی ہے۔ تواضع اختیار کرو خدا تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے رتبے بلند فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مکارم اخلاق اور محاسن اعمال سے آراستہ فرمایا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو صحابہ میں سے یا کوئی غیر شخص پکارتا تو آپ لبیک فرماتے۔ سفر سے تشریف لاتے تو اپنے اہل بیت کے بچوں سے ملتے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بچوں اور عیال کے ساتھ ارحم الناس تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ "میں نے دس برس حضور کی خدمت کی، حضور کبھی مجھ پر ناراض نہیں ہوئے۔"

○ ——— حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم برائی کے عوض ہمیشہ درگزر فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی خدمت والا میں حاضر ہوا کوئی شے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانگی، آپ نے عنایت فرمائی اور فرمایا۔ "میں نے تیرے ساتھ نیکی کی۔" اعرابی نے کہا۔ "نہیں آپ نے اچھا معاملہ نہیں کیا۔" یہ کلمات سن کر صحابہ کرام سخت غضب ناک ہوئے، چاہا اس کو ماریں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "کچھ مت کہو۔" گھر میں تشریف لے گئے اور کچھ لا کر اس کو اور عنایت فرمایا اور دریافت فرمایا کہ "اب میں نے تیرے ساتھ نیکی کی" اس نے عرض کیا۔ "ہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نیکی"۔ اور کہا: **فجزاک اللہ من اهل وعشیرہ خیرا** (اللہ تعالیٰ آپ کو اہل قبیلہ سے نیک جزا دے)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ۔ "یہی بات تو میرے صحابہ کے سامنے کہدیجو تاکہ ان کو جو رنج تیری بات سے ہوا ہے جاتا رہے۔" اس نے عرض کیا ہے۔ "بہت اچھا"۔ چنانچہ دوسرے وقت جب وہ حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "اس اعرابی نے جو کچھ کہا تھا ہم نے اس کو اور کچھ زیادہ دیا اب یقین ہے کہ یہ راضی ہوگیا ہے"۔ اعرابی نے کہا۔ **نعم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جزاک اللہ من اهل وعشیرہ خیرا**" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری اور اس اعرابی کی وہ مثل ہے کہ ایک شخص کے پاس اونٹنی تھی، اس نے سرکشی کی اور بھاگی، لوگ اس کے پیچھے دوڑے، وہ اور زیادہ بھاگنے لگی، اس کے مالک نے ان سے کہا کہ تم اپنی کوشش چھوڑو تمہاری نسبت میں اس کے ساتھ زیادہ نرمی کر سکتا ہوں اور اس کی طبیعت سے زیادہ واقف ہوں۔" پھر اس نے اس کے واسطے کچھ گھاس اپنے ہاتھ میں لی اور اس کو اپنی طرف متوجہ کیا یہاں تک کہ اس کو بٹھایا اور سوار ہوگیا۔ ایسا ہی اگر میں تم لوگوں کو منع نہ کرتا تو تم اس کے ساتھ سختی سے پیش آتے اور اس کو نقصان پہنچتا۔

○ ——— حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی اپنے نفس مبارک کے لئے غصہ نہیں فرمایا اور نہ کسی سے اپنے نفس کے کی خاطر انتقام لیا۔ ہاں البتہ جس وقت محرمات الٰہی کا ہتک ہوتا تو ایسے غضب ناک ہوتے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے

غضب کو کوئی چیز روک نہ سکتی۔ یہاں تک کہ آپ حق کی تائید فرماتے۔ امر حق میں آپ کے نزدیک قرابت دار اور بیگانے قوی اور ضعیف برابر ہوتے۔ مسکین بیماروں کی عیادت فرماتے فقرا کے پاس بیٹھتے۔ جب کسی مجلس میں رونق افروز ہوتے تو جہاں جگہ پاتے وہیں تشریف فرما ہوتے۔ صدر کی تلاش نہ فرماتے۔ کوئی غلام یا لونڈی اپنے کام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتی تو تشریف لے جاتے۔ ایک خفیف العقل عورت حضور کا دست حق پرست پکڑ لیتی اپنے ساتھ دیر تک رکھتی اور کہتی یہ کام کردیجئے اور وہ کام کردیجئے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کئے جاتے' انکار نہیں فرماتے۔ دعوت خواہ کیسی ہی معمولی ہوتی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم داعی کی خاطر قبول فرماتے۔

○ ——— ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حج میں قربانی کے لئے سو اونٹ لائے۔ اس موقع پر کسی نے حضور کو خیرالبریہ کے خطاب سے پکارا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (محض براہ تواضع) فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جب قربانی کا وقت آیا ہر ایک اونٹ چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں۔ اس خیال سے ہر ایک اونٹ آگے بڑھتا تھا کہ پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں۔

تماشا کر رہے تھے مرنے والے عید قرباں میں

○ ——— اے مدینہ کے چاند اور اے مکہ کے چمکتے سورج۔ تجھ پر نہیں تیرے شراک النعلین پر عبدالصمد کی جان زار فدا ہو۔ اس کو بھی اپنے دست ناز سے حرم عشق کی منیٰ میں قربانی فرمادو کہ حیات ابدی ملے۔ اے اونٹوں کی فریاد سننے والے۔ اے ہرنی کی داد دینے والے' اے ہر مصیبت زدہ کے کام آنے والے۔ اے ستون حنانہ کی تسلی فرمانے والے۔ اپنے اس کمترین غلام پر بھی للہ توجہ مبذول فرمائے۔

چلئے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے!
کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا!

○ ـــــ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے گھر کے کام میں خود بہ نفس نفیس شرکت فرماتے اور انجام دیتے۔ سفر میں صحابہ ہمرکاب ہوتے اگر وہ کچھ کام کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرکت فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امانت وصداقت کے دشمن تک بھی مقر ہیں۔ نبوت سے قبل بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لقب صدیق وامین رکھا گیا تھا۔ زمانہ جہالت کے بڑے بڑے عظیم الشان حادثوں میں کفار حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم بناتے اور فیصلے پر فریقین رضامند ہوتے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ خود ابو جہل کو بھی اس امر کا اقرار ہی کرنا پڑا کہ معاملات میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہ نہیں سکتے اولش کو بھی تو جھوٹا تیرا

○ ـــــ خدا کی یاد اور اس کا خوف باوجود "ولسوف یعطیک ربک فترضی" اس قدر تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ جس قدر اس کی معرفت حاصل تھی اسی قدر خوف الٰہی غالب تھا۔ اس قدر شب بیداری فرماتے کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ "اے عائشہ آج کی رات مجھ کو میرے رب کے لئے چھوڑدو"۔ میں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم مجھ کو آپ کا قرب بھی محبوب ہے اور حضور کی مرضی بھی لہٰذا نہ انکار کرسکتی ہوں نہ اقرار"۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اٹھے اور وضو فرمایا اور نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضور کے آنسو جاری تھے' یہاں تک ریش مبارک تر ہو گئی' آپ بیٹھے اسی طرح آنسو جاری رہے اور گود بھیگ گئی۔ پھر سجدہ میں بھی یہاں تک گریہ فرمایا کہ زمین تر ہو گئی اور اسی حال میں صبح ہو گئی۔ حضرت عبداللہ صحابی فرماتے ہیں کہ ایک روز میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور انور نماز ادا کر رہے تھے اور گریہ ورقت کی وجہ سے سینہ پر نور مخزن اسرار سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے دیگ جوش مارتی ہے۔ صحابہ کی گذارش

پر فرمایا۔ "افلا کون عبداًشکورا" کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

○ ---------- حضرت سیدنا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آپ کے طریقہ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا۔ "معرفت میرا راس المال ہے------ عقل میری اصل دین------ محبت میرا اثاثہ------ شوق میرا مرکب ہے------ ذکر الٰہی میرا انیس------ توکل میرا خزانہ------ حزن میرا رفیق------ علم میرا ہتھیار------ صبر میری چادر------ رضا الٰہی میرا مال غنیمت------ عاجزی میرا فخر------ زہد میرا پیشہ------ یقین میری قوت------ صدق میرا شفیع------ طاعت مجھ کو کفایت کرتی ہے------ مجاہدہ میری عادت ہے------ غم میرا اپنی امت کے لئے ہے------ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

خیال ناقص میں معرفت کو راس المال اس لئے فرمایا کہ معرفت باری تعالیٰ جن وانس کی پیدائش کا اصلی سبب ہے۔ عقل کو اصل دین اس لئے فرمایا کہ دین کا مدار عقل سلیم پر ہے۔ محبت کو اثاث البیت اس وجہ سے فرمایا کہ خانہ دل میں سوائے محبت کے اور کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کو اثاث البیت کہتے ہیں۔ پس جو کچھ اثاثہ ہے وہ عشق و محبت ہی ہے زندگی کے مراحل عشق کے بغیر طے نہیں ہوسکتے اور نہ اس کی وقت جاذبہ کے بغیر قید ہستی سے رہائی ممکن ہے۔ جو انوار مشاہدہ میں اور جو اسرار سننے میں آرہے ہیں۔ سب عشق و محبت کا ظہور ہیں۔

گر عشق نبودے غم عشق نبودے!
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنیدے

ظہور دنیا خود حق تعالیٰ کے عشق و محبت کے ایک کرشمہ ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سوال میں خود فرمایا **کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف**

اپنے اس عشق و محبت کا مخزن اپنے حبیب سراپا نور کا دل مقرر فرمایا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محبت کو اثاث البیت فرمایا کیونکہ سب سے بڑا سرمایہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس عشق و محبت ہی کا تھا۔ اور یہ ہے بھی سچ کیونکہ

محبت کی ساری یہ نیرنگیاں ہیں
محبت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

شوق کو مرکب اس لئے فرمایا کہ شوق ہی ہے جو عاشق کو معشوق تک پہنچاتا ہے کیونکہ جس قدر ذوق و شوق کا غلبہ ہوگا اسی قدر نور ایمان قوی اور اس کا رجب بالاتر ہوگا۔

مدارج ایمان اور منازل عشق کی ترقی کا اصل اصول صرف شوق ہے۔ شوق عاشق و معشوق میں مقناطیس کا خواص رکھتا ہے۔ شوق ہی ہے جس سے حصول وصال ہے اس کے بغیر مطلوب تک رسائی ناممکن ہے۔

ذکر انیس اس لئے فرمایا کہ "**ولذکر اللہ اکبر**" اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ ذکر ہی سے مشاہدہ مطلوب میسر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کو فرمایا۔ "**واذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا**" یعنی اللہ کا نام یاد کرو اور ہر طرف سے **انقطاع** کرکے اللہ ہی کی طرف رجوع ہو۔ ذکر ہی سے اللہ کی محبت انسان کے دل میں زیادہ ہوتی ہے۔ ذکر ہی ایمان کا سرمایہ۔ ذکر ہی سفر عاقبت کا توشہ ہے۔ ذکر ہی سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ذکر ہی سے دونوں جہاں میں سرخروئی ملتی ہے۔

توکل کو خزانہ اس لئے فرمایا کہ یہ ایسا خزانہ ہے جو خالی نہیں ہوتا اور ہر ضرورت کا کفیل ہوتا ہے۔ "**ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ**"

حزن کو رفیق اس لئے فرمایا کہ خدا قلب محزون کو دوست رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے۔

علم وہ ہتھیار ہے جس کی بدولت نفس امارہ اور شیاطین مکارہ سے پناہ ملتی ہے' اور ان پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

صبر کو چادر اس لئے ارشاد ہوا کہ صبر موجب جمیعت خاطر ہے اور اسی سے ساری زیب و زینت ہے۔ خود ہی ارشاد فرمایا۔ "**رضوان من اللہ اکبر**" خدا کی رضامندی بڑی شے ہے۔ جب بندہ اپنے مولا سے راضی ہوگا تو مولا بھی اس سے راضی ہوگا۔

عجز واقعی فخر کے قابل ہے اس لئے کہ ربوبیت کی قدر و منزلت کے سامنے اپنا عجز ظاہر کرنا

کمال ہے اور کمال ہمیشہ قابل فخر ہے۔

زہد کو حضور نے اپنا پیشہ اس لئے فرمایا کہ اہل دنیا اپنی حاجت روائی کے لئے کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح ترک اسباب دنیا اور مسبب الاسباب پر بھروسہ تکیہ میرا پیشہ ہے۔

یقین میری قوت ہے یعنی معرفت باری تعالیٰ میں تکمیل مراتب یقین سے میرے قلب کو قوت و طاقت اور جان کو سرور و راحت حاصل ہوتی ہے۔

صدق کو شفیع اس لئے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہوا **"الیوم ینفع الصادقین صدقہم"** (آج صادقوں کو ان کا صدق ہی نفع بخشے گا)

طاعت پروردگار عالم کی رضا کے لئے کافی ہے۔

مجاہدہ یعنی جہاد اصغر و اکبر میری عادت ہے۔

نماز معراج المومنین ہونے کی وجہ سے ایک خاص عروج پر لے جاتی ہے جس سے مشاہدہ ذات خاص کے ساتھ میری آنکھیں خنکی اور تازگی حاصل کرتی ہیں۔ دل کو فرحت قوت طمانیت اور جان کو راحت و تازگی ملتی ہے۔

الغرض حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مراتب عالیہ کا بیان اور کرے تو کیا کرے!

ہر کشف، برآں چہرہ، نقاب دگراست

ہر بحر، دریں راہ، سراب دگرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ تَنْهَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرُبُ
وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّحَائِبُ وَيُسْتَسْقَى
الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ
لَّكَ

اے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود کامل اور
سلام تام فرما جس کے طفیل تمام عقدے حل ہوتے ہیں ۔ اور تمام
مشکلات آسان ہوتی ہیں اور سب حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور جن کے
طفیل مقاصد حاصل ہوتے ہیں اور جن کے رخ انور کے سبب بارش
عطا کی جاتی ہے اور آپ کے آل واصحاب پر ہر لمحہ اور ہر سانس
کے برابر اور جس قدر شمار تیرے علم میں ہے اس کے برابر ۔

صَلُّوا عَلَیْہِ

(اُن پر درود بھیجو!)

کعبہ کے بدر الدجیٰ، تم پہ کروروں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروروں درود
جان و دلِ اصفیا، تم پہ کروروں درود — آب و گلِ انبیا، تم پہ کروروں درود
دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کفِ پا چاند سا — سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروروں درود
تم سے جہاں کی حیات، تم سے جہاں کو ثبات — اصل سے ہے ظل بندھا، تم پہ کروروں درود
گرچہ ہیں بے حد قصور، تم ہو عفو و غفور — بخش دو جرم و خطا، تم پہ کروروں درود
چھینٹ تمہاری سحر، چھوٹ تمہاری قمر — دل میں رچا دو ضیا، تم پہ کروروں درود
بے ہنر و بے تمیز، کس کے ہوئے ہیں عزیز؟ — ایک تمہارے سوا، تم پہ کروروں درود
آہ وہ راہِ صراط، بندوں کی کتنی بساط! — المدد اے رہنما، تم پہ کروروں درود
سینہ کہ ہے داغ داغ، کہہ دو کرے باغ باغ — طیبہ سے آکر صبا، تم پہ کروروں درود
خَلق تمہاری جمیل، خُلق تمہارا جلیل — خَلق تمہاری گدا، تم پہ کروروں درود
طیبہ کے ماہِ تمام، جملہ رسل کے امام — نوشۂ ملکِ خدا، تم پہ کروروں درود
تم سے جہاں کا نظام، تم پہ کروروں سلام — تم پہ کروروں ثنا، تم پہ کروروں درود
تم ہو جواد و کریم، تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا، تم پہ کروروں درود
جائیں نہ جب تک غلام، خلد ہے سب پر حرام — ملک تو ہے آپ کا، تم پہ کروروں درود
برسے کرم کی بھرن، پھولیں نعم کے چمن — ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروروں درود
ایک طرف اعدائے دیں، ایک طرف حاسدیں — بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا ، تم پہ کروروں درود

اپنے خطاکاروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ ! تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی ، تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی ، سرورا ! تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے ، اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا ، تم پہ کروروں درود

کام وہ لیجئے ، تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروروں درود

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

برصغیر پاک و ہند کے نامور محقق و محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔

" اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال، فسادِ نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔" (اخبار الاخیار ص ۶۲۴ مطبوعہ کراچی)

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم — نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود — نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود — فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود — ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں — اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگیں — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پہ مہکتی درود — پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود — نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیاء پر درود — اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں — ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا بس غنی کر دیا — موج بحر سماعت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں — ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

وإنك لعلى خلق عظيم

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ ای ناظم آباد، کراچی۔ فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز۔ ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف و عبدالراشد مسعودی۔ اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی
شاپ نمبر 2-B سرنج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔ فون نمبر: 021-5217281
موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔ 14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون: 021-263041-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال' ۳۸۔ اردو بازار لاہور فون نمبر۔ 042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔
کنڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،
P.O.Box:1515 ٹیلیفون: 1705-709(914) فیکس: 1593-709(914)

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B67 7JD،
انگلینڈ، U.K.۔